

## مسلمانوں کے لیے مشن

سینکڑوں عراقی مسلم پناہ گزین مسیحیت کی آغوش میں چلے گئے۔

ظہی جنگ سے متاثر عراقی مہاجرین جو طام میں مقیم ہیں، ان کے ۳۵ دیہات اور ایک بڑے مرکز میں بیروت کے کیرن ٹینا گاسپل چرچ (Karentina Gospel Church) کے چار کارکنوں کو شامی کارکنوں نے دس ہفتے امدادی اور تبشیری کام کیا۔ جریدہ Pulse کی رپورٹ کے مطابق ان کارکنوں نے عمد نامہ جدید کے پندرہ سولہ، مسیحی تعلیمات پر مبنی چار ہزار کتابچے اور ایک سو چاس کتابیں تقسیم کیں۔ اس تبشیری اور امدادی کام کے نتیجے میں مدینہ طور پر چار سو عراقی مسلمانوں نے مسیحیت اختیار کر لی ہے۔

مسلمانوں کو حلقہ مسیحیت میں لانے کے لیے کیا کرنا ہوگا؟

"ایک صدی سے کچھ اور عرصہ ہوا جب ۱۸۹۰ء میں سمویل زمبر نے مشرق وسطیٰ کے مسلمانوں میں اپنے کام کا آغاز کیا تھا۔ اس وقت پوری دنیا میں مسلم آبادی تیس کروڑ کے لگ بھگ تھی۔ انہوں نے مسلمانوں کو حلقہ مسیحیت میں لانے کے لیے نصف صدی تک کام کیا اور انہیں پوری توقع تھی کہ اسلام شگفت و رینت سے دوچار ہوگا لیکن ایسا نہ ہوا۔ ظہی جنگ کے بعد ایک بار پھر کچھ لوگوں نے اسلام کی بیک لٹ شگفت و رینت کی پیش گوئی کی تاہم دھڑام سے گر جانے کا کوئی حادثہ نہ ہوا بلکہ آج مسلمانوں کی آبادی ایک ارب ہو چکی ہے اور ان کا دین مسلسل پھل پھول رہا ہے۔"

"ان ناسیدیوں اور مایوسیوں کے بعد آخر مسلمانوں کو حلقہ مسیحیت میں لانے کے لیے کیا کرنا ہوگا؟" بلاشبہ اس کا جواب ہے کہ مزید دعائیں، مگر ان دعاؤں کے ساتھ صحیح قسم کے مزید مبشرین اور مغربی مشن ایجنسیوں میں مسلمانوں کے درمیان تبشیر کی مزید لگن کی ضرورت ہے۔"

مندرجہ بالا مختصر تمہید کے ساتھ Evangelical Missions Quarterly میں شائع شدہ ایک مقالہ "مسلمانوں کو حلقہ مسیحیت میں لانے کے لیے کیا کرنا ہوگا؟" میں لکھا گیا ہے کہ مسیحی مبشرین "انہیں مسیح کا پیغام پہنچانے کے لیے ان کے پاس نہیں گئے ہیں۔" اس کے جو اسباب مقالہ نگار جناب کیٹ نے بتائے ہیں ان کا تعلق مسیحیوں سے ہے جو مسلمانوں تک رسائی حاصل کرنے میں تقریباً نہ ہونے کے برابر لچپی رکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آج بہت سے مسلمان ملک اپنے ہاں مبشرین

کو کام کرنے کی اجازت نہیں دیتے تاہم مسیحی ملکوں میں اقلیتوں کی صورت میں بڑی تعداد میں مسلمان آباد ہیں۔ "آپ ان مسلمانوں کے درمیان کام کرنے میں اپنا وقت صرف کر سکتے ہیں۔ آپ کو خیمہ سازی\* کے لیے کسی کام کی تلاش کی ضرورت نہیں جس میں تبشیر کے لیے زیادہ وقت نہیں چھتا۔" جناب کیٹ کے نقطہ نظر کے مطابق "مسلمان اپنے وطن سے دور مسیحی ملکوں میں مقبرین کی بات زیادہ توجہ اور غور سے سنتے ہیں۔ پس ہمیں پناہ گزین یا بے گھر مسلمانوں تک رسائی کے لیے تیزی سے کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔"

جناب کیٹ تجویز کرتے ہیں کہ مقبرین کو اب وہ دروازے کھول دینے ہوں گے جو ایک طویل عرصے سے بند ہیں۔ چاہے ان دروازوں کو کھولنے کے لیے "دستک دینی پڑے، انہیں بلانا پڑے یا ذرا ٹھوکری کیوں نہ لگانی پڑے۔" وہ انکشاف کرتے ہیں کہ آج "مسلمان ملکوں میں ۴۵۰۰ افراد بائبل خط و کتابت کو رس پڑھ رہے ہیں۔" اور یہ سب کچھ محض اس لیے ہے کہ کچھ دھن کے پکے مقبرین تسلسل سے "دستک دے رہے ہیں، دروازے بلا رہے ہیں بلکہ ان پر ضربیں لگا رہے ہیں۔" ان کے خیال میں مقبرین کو مسلمانوں سے ربط پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ جس کے لیے بار بار ملاقات کرنا لازمی ہے۔ بہتر تعلقات اور رابطے کے لیے زبان جاننا بھی ضروری ہے۔ جناب کیٹ ایک خامی کی جانب یوں اشارہ کرتے ہیں۔ "ہمیں ہر وقت مطالعہ اسلام کرتے رہنے اور تبشیر میں عدم دلچسپی سے بچنا چاہیے۔ اسلام ایک مذہب ہے جو بہت زیادہ پڑھا گیا ہے مگر مسلمانوں کو طلقہ مسیحیت میں لانے کی کوشش کم ہوئی ہے۔" وہ زور دے کر کہتے ہیں کہ "مقبرین زیادہ تر مسلمانوں سے اس لیے ربط پیدا کرتے ہیں کہ ان سے گفتگو کر کے اپنی مقبرانہ صلاحیتوں نیز دینیاتی اور انجیلی مطالعہ کو بہتر بنا سکیں۔ بعض اوقات دینی مقاصد کی بجائے محض دنیوی مفادات ان کے پیش نظر ہوتے ہیں۔"

آخر میں وہ کہتے ہیں کہ "بعض قومی چرچوں میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو مسلمانوں میں دعوت و تبشیر کے لیے کوشاں ہیں۔" ان کی رائے میں مقبرین ان لوگوں کے تجربے سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر "وہ ایک بزرگ کو جانتے ہیں جنہوں نے تقریباً دو سو مسلم نو مسیحیوں کو بہتہ دیا ہے۔ ہم اس قسم کے لوگوں سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔" (یہ ٹکریہ ماہنامہ "فوکس" - لیسیٹر - اگست ۱۹۹۲ء)

\*ان مسلم ممالک میں جہاں مقبرین کو کھلم کھلا مسیحی تبشیر کی اجازت نہیں وہاں مقبرین ڈاکٹر، انجینئر، کوک یا کسی دوسری صورت میں جاتے ہیں۔ زیادہ وقت اسی منصب کا کام کرتے ہیں مگر ان کا اصل کام تبشیر و تبلیغ ہوتا ہے۔